



سوال

(511) بلیک مارکیٹ جائز نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید امام مسجد ہے اور پابند شریعت ہے وہ اپنا گوٹہ، (کھانڈ، تیل یا کپڑا وغیرہ) اپنے کارڈ پر حاصل کر کے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتا ہے جب لوگوں نے اس سے کہا کہ ایسا کرنا قانون مروجہ کی رو سے جرم ہے تو اس نے کہا کہ جرم ہے تو ہو لیکن شریعت نے تجارت کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی تجارت ہے اب سوال یہ ہے کہ زید کا یہ جواب کہاں تک درست ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

قانون مروجہ کے خلاف بلیک کرنا حرام ہے حدیث شریف میں مذکور ہے

الائم ما حاک فی نفسک و کرہت ان یطلع علیہ الناس

”یعنی گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگوں کو خبر ہو“ یہ حدیث بلیک پر صادق آتی ہے مگر بلوہ عام ہے (۵ رمضان ۱۳۲۵ء سہ)

تشریح

(از حضرت العلام مولانا ابوسعید شرف الدین صاحب محدث دہلوی)

سوال :- جب اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قیمت سے چاہے بیچے تو پھر بلیک بیچنا کیوں ناجائز ہوا جب کہ تراضی طرفین بھی ہو اور کنٹرول کا کیا اعتبار ہے یہ تو حکومت غیر مسلمہ کا ہے اور تسعیر تو جائز نہیں اور **وَأَعْلَىٰ لِلَّهِ الْبَيْعُ وَحَرَمٌ لِّزَبَاٍ** میں بلیک کیوں نہ داخل ہو، ینوا تو جروا۔

الجواب :- اقول بحول اللہ وتوفیقہ وهو البادی الی الصواب

بیع بلیک یعنی چور بازاری جائز نہیں قطعاً حرام ہے **وَأَعْلَىٰ لِلَّهِ الْبَيْعُ وَحَرَمٌ لِّزَبَاٍ** میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ بیع شرعی میں کسی شخص کا اور کے مال میں کسی قسم کا تصرف



(صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

دلیل چہارم :- اس میں خیانت و عوام الناس کی حق تلفی ہے کہ حکومت نے عوام و غربا وغیرہ کے لئے کنٹرول نرخ پر بیچنے کے لئے ان کو مال دیا تھا اور بلیک والے ان کا حق کنٹرول نرخ پر ان کو نہیں دیتے دوسروں کو بلیک بیچتے ہیں یہ کام بھی حرام و ناجائز اور نفاق، دبے جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے، (صحیح بخاری و مسلم)۔

دلیل پنجم :- اس میں رشوت کا لین دین بھی ہوتا ہے بلیک والے حکومت کے اہل کاروں کو رشوت دے کر مال زیادہ لاتے ہیں یا بہ سبب رشوت دینے کے بے دھڑک بیچتے ہیں یا پکڑے جانے پر رشوت دے کر چھوڑتے ہیں اور رشوت سے بعض فرضی پر مٹ بنا کر بلیک کرتے ہیں اور رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا بحکم حدیث شریف نبوی دونوں ملعون ہیں،

لَعْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَّ وَالرَّاشِيَّةَ (رواه ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وغیرہم (مشکوٰۃ نمبر ۳۱۸)

یعنی "انہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

دلیل ششم :- اس میں احتکار ہے جس کا معنی مطلقاً اشیاء خورنی دوشیدنی دپوشیدنی وغیرہ ضروریات زندگی و مدار زندگی جس کے عدم یافت شدید و گرانی شدید سے انسان کی زندگی تلخ و برباد ہو جائے اور ان کو بوقت ضرورت گراں بیچنا ہے اور مویشی وغیرہ جانوروں کی زندگی کی ضروریات چارہ وغیرہ بھی اس میں شامل ہے بلکہ ایسے زمانے میں کاغذ بھی اس میں داخل ہے جو قرآن مجید و حدیث شریف اور دیگر کتب دینیات، تفاسیر و شرح و احادیث وغیرہ کے کام آتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے کہ دین پر روحانی زندگی کا دوار و مدار ہے اور دین کا قرآن و حدیث و دیگر کتب دینیہ پر اور وہ کاغذ پر چھپتے ہیں قاموس میں ہے،

الحکر القلم و اسارة العاشرة احتکری اجتناب انظار الغلایة انتہی

حاصل یہ کہ حکم یا احتکار کا معنی ظلم رکسی کی حق تلفی یا حق کی کمی و معاشرت و برتاؤ میں بد معاملگی ہے، اور آگے جو حدیث میں بد معاملگی ہے اور آگے جو حدیث میں اس کا ذکر ہے اس میں مطلب یہ ہے کہ اشیاء مذکورہ کو روک کر شدید گرانی سے بیچنا جس سے انسانی زندگی تلخ و برباد ہو جائے، اور احتکار مذکورنی الحدیث طعام کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ بعض علما کا خیال ہے اس لئے کہ حدیث نبوی عام ہے،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اخْتَارَ فَوَاطِيءَ (رواه مسلم و فی روایہ سنن ابن ماجہ المستحکمون انتہی، (مشکوٰۃ ص ۳۳۲ و ۲۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احتکار کرنے والا یعنی اشیاء ضروریہ انسانی زندگی کو روک کر گرانی سے بیچنے والا گنہ گار و ملعون ہے، دوسری حدیث اس سے بھی عام ہے،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْئَارِ السَّلْبِيِّينَ يُبْتَغَى عَلَيْهِمْ كَانَتْ عَلَيْهِمُ النَّارُ يَنْفَعُهُمْ فِي مُنْظَمٍ مِنَ النَّارِ انتہی اخرجہ (ابوداؤد المطیلسی والامام احمدنی مسندہما والطبرانی فی الکبیر وحاکم فی المستدرک والبیہقی فی سنن الاقوال والافعال (جلد ۶ نمبر ۲۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! جو شخص مسلمانوں کی اشیاء کی خرید و فروخت کے (قال اصحابنا احتکار المحرم ہوا الاحتکار فی الاوقات خاصہ واما غیر الاوقات فلا محرم احتکار فیہ بكل حال، (نوری نمبر ۳۱)۔

ترخوں میں دخل دے گا تاکہ ان پر گرانی کرے مقرر اللہ تعالیٰ اس کو اٹا کر کے دوزخ میں ڈالے گا اسرار المسلمین میں اضافہ الجمع الی الجمع الملحی بالام ہے جو مفید اسفراق ہے نیز "شے" بھی تکرہ ہے جس سے عموم کی تاکید ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی مسلمان کی اشیاء ضروریہ زندگی کی خرید و فروخت کے نرخوں میں دخل دے کر گرانی کرنے والا



خواہ وہ اشیاء از قسم طعام ہوں یا غیر طعام الثا کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا یعنی بلیک نیچنے والا، ایسے ہی ایک اور حدیث بھی عام ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من احتکر حکرۃ یرید ان ینالی بها علی المسلمین فمونا طنی انتہی رواہ الحاکم فی المستدرک ذکرہ الحافظ وسکت عنہ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۳۵)

جو شخص اشیاء ضروریہ کو مسلمانوں پر گرانی کرنے کے ارادے سے روکتا ہے وہ گنہ گار ہے، یہ تمام حدیثیں ہر قسم کی اشیاء کے احتکار میں عام ہیں اور قیاس سے بھی احتکار کا معنی عام ثابت ہو چکا ہے تو اب بعض علماء کا احتکار کو طعام کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ان کا استدلال بعض روایات میں طعام کے ذکر سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تخصیص ہے تخصیص نہیں جس کی تحقیق نیل الاوطار جلد ۷ ص ۸۷ میں ہے کہ اس قسم کی تخصیص و تصریح سے تخصیص و تنقید کا خیال مفہوم لقب ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک معتبر نہیں جیسا کہ اصول حدیث میں مصرح ہے انتہی نیز اگر طعام کے ساتھ احتکار کو خاص کیا جائے تو پھر اوپر کی اسعار المسلمین والی حدیث کے ساتھ تعارض واقع ہو گا لہذا تطبیق یا توجیہ یہی ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تخصیص ہے تخصیص نہیں، کما فی نیل الاوطار

پس ثابت ہو کہ طعام کے ساتھ احتکار کو مخصوص کرنا حدیث نبوی و جمہور محدثین و اصول حدیث کے خلاف ہے اور وہ بلیک بالکل احتکار ہی ہے جو آج کل چاول، چھنی، گیہوں اور اس کے آٹے، سوت کپڑے اور کاغذ وغیرہ میں ہو رہا ہے بالکل حرام ہے شریعت کا اصل منشا احتکار سے منع کرنے کا یہ ہے کہ عوام الناس کو زندگی کی ضروریات کے عدم یا قلت سے تکلیف نہ ہو کہ جس سے ان کی زندگی برباد یا تلخ ہو جاوے اور نظام صالح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ اس امر کا ذکر دلیل ہفتم میں آئے گا اور جیسے کہ طعام کی بندش یا قلت و گرانی میں لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی سوت کپڑے کاغذ اور وغیرہ ضروریات زندگی کے عدم یا قلت میں ہوتی ہے لہذا ان کل اشیاء میں بلیک حرام ہے۔

دلیل ہفتم :- ہر قسم کی اشیاء ضروریات زندگی کی بلیک میں مسلمانوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہوتا ہے جو بحکم حدیث نبوی ناجائز و حرام ہے،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من یثاق لیشتق اللہ علیہ یوم القیمۃ انتہی (صحیح بخاری ج ۶ ص ۱۰۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو مشقت میں ڈالے گا یہ وعید شدید بلیک کی حرمت میں بین دلیل ہے۔

دلیل ہشتم :- بلیک میں فریب، دغا بازی، جعل سازی اور دھوکہ بازی بھی ہوتی ہے کہ فرضی پر مٹ بنا کر دھوکہ دے کر مال وصول کر کے بلیک کرتے ہیں جو بحکم حدیث نبوی حرام و ناجائز ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غش فلیس منا اخرجہ (الترمذی فی جامعہ وقال حسن صحیح، (ترمذی ص ۱۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی مجھ سے اور میری امت سے الگ ہے پس یہ بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا

لمعون من ضار مؤمنا و مکرہ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۳۴۰) یعنی جو شخص کسی مومن کو ضرور پہناتا ہے یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے وہ ملعون ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

المومن غر کریم والغا جرب لیم رواہ ابو داؤد الترمذی والحاکم (جامع صغیر نمبر ۸۳)

مومن بھولا اور شریف المطمع ہوتا ہے سخی یا مروت ہوتا ہے اور بد معاش دھوکہ باز نخیل، یہ حدیثیں بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہیں کہ بلیک کرنے والا دھوکہ بازی کرتا ہے،

دلیل نهم :- بلیک میں حدیث نبوی



الدين النصير لئله وارسله والا مسلمين دعا متم انتم (صحیح بخاری نمبر ۱۳ جلد ۱)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث میں مسلمانوں کی خیر خواہی و بھلائی کی تعلیم ہے اور بلیک میں مسلمانوں کی بدخواہی و تکلیف اور حق تلفی ہے لہذا حرام ہے۔

دلیل و ہم :- بلیک میں حدیث نبوی

لایؤمن احدکم حتی یحب لایحیہ ما یحب لنفسه (صحیح بخاری ص ۶ ج ۱)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا ناوقتہ کہ وہ مسلم بھائی کے لئے وہ امر پسند نہ کرے بولنے لئے پسند کرتا ہے اور بلیک والا لپٹنے بھلائی و سرمایہ داری چاہتا ہے اور دوسرے مسلم بھائی کے لئے بدخواہی اور اس کا مال لوٹنا، لہذا ناجائز و حرام ہے۔

دلیل یا زوہم :- حدیث نبوی میں ہے،

الاثم ما حاک فی صدرک و کرہت ان یطلع علیہ الناس (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا گناہ وہ ہے جس کا تیرے سینے میں کھٹکا و شبہ گذرے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھ کو ناگوار گذرے اور اسلام کے مدعی کو اس کے عدم جواز کا شبہ ضرور ہوتا ہے اور اگر بالفرض یہ بھی نہ ہو تو لوگوں کا اس پر مطلع ہونا جن سے کہ وہ بلیک والا بھپاتا ہے خصوصاً تفتیش کرنے والوں سے تو ضرور ہی اس کو ناگوار ہوتا ہے اس سے تو انکار ہو ہی نہیں سکتا لہذا یہ گناہ اور ناجائز و حرام ہے،

دلیل دوازوہم :- یہ کہ شریعت اسلامیہ میں بیع و شراء میں کتاب و سنت کے عموم یا خصوص کا اعتبار ہے یا عرف عام کا قال اللہ تعالیٰ وَأَمْرٌ لِمَعْرُوفٍ. (پ ع ۱۳) اور صحیح بخاری میں ہے

باب من اجری الاموال صار علی ما یعارفون ینتم فی البیوع والاجارة والکلیل والوزن و سنتهم علی نیا تم و مذاہم المشورة. وقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لہذا خذنی ما یخفیک و ولدک بالمعروف وقال اللہ تعالیٰ من کان فقیرا فلیکل بالمعروف انتہی لمنصا (ج ۱ ص ۳۹۴)

خلاصہ یہ کہ بیع و شراء وغیرہ معاملات کا مدار اعتبار کتاب و سنت یا عرف عام پر ہے اور یہ سبب اولہ مذکورہ بالا بلیک نہ کتاب و سنت کے مطابق ہے نہ عرف عام کے بلکہ ان کے مخالفت ہے اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو قطعاً نہیں اور نہ ہی عرف عام حال کا ہے جو یہ سبب کنٹرول حکومت کے مجبوراً عرف عام ہو گیا ہے اس لئے صرف عرف عام اعلانیہ و ظاہر ہوتا ہے اور بلیک بھپ کر چوری سے ہوتی ہے لہذا یہ عرف عام نہیں ہو سکتی ہے پس حکومت کا نرخ مجبوراً عرف عام ہو گا اس لئے اگر یہ بھی نہ ہو گا تو پھر اور کیا عرف عام ہو گا اور پھر بلیک حرام ہوگی،

دلیل سیزوہم :- لَأَنَّا نَكُونُ أَمْوَالَكُمْ يَنْتَقِمُ نَبَطِل (پ ۲)

لوگو ایک دوسرے کے مال کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، باطل کا طریقہ بڑا وسیع ہے اور اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک امر باطل ہے لہذا ناجائز و حرام ہے،

دلیل پچھاروہم :- اولہ مذکورہ بالا یعنی براہین شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک ناجائز و حرام ہے تو بحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دع ما یریبک الی ما یریبک اخرجه (الترمذی)

وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس امر میں تم کو شک اور قلق ہو اس کو چھوڑ کر یقینی امر پر عمل کرو اب کوئی بالکل ہی سیاہ قلب ہو گا کہ جس کا دل مسح ہو گیا ہو گا ہی



بلیک میں شبہ نہ کرے گا کہ شیطان کا اس پر پورا قبضہ ہے ورنہ مسلم کو ضرور کم از کم وہ دل میں لھٹکتی ہے لہذا حرام ہے اور اس کا ہتھوڑنا فرض دو واجب ہے ہذا واللہ اعلم (۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء)

ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 458

محدث فتویٰ